سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۹۸

طلبہ و مدرسین سے خصوصی خطاب

جامعہ اشرف المدارس کے شعبہ کتب کے افتتاح کے موقع پر

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظِ حسنہ نمبر ۹۸

طلبہ و مدرسین سے خُصوصی خطاب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت و ارشاد

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے قمر میں تیرے نازوں کے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : طلبہ و مدرِّسین سے خصوصی خطاب

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۹ شوّال المکرم ۱۴۰۷؁ھ مطابق ۱۷ جون ۱۹۸۷؁ء بروز بدھ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۲؍ شعبان المعظم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۱۵؁ء بروز جمعرات

زیرِاہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

بے ادبی اور بد تمیزی کی سزا کا ایک اہم اُصول ۵
کسی کے جاہل یا بد دین ہونے کی شرعی دلیل ۶
ادب و اکرام کی اہمیت ۶
طلبہ کی کثرتِ تعداد مطلوب نہیں ۷
علم کی برکت اور کثرت کا فرق ۸
حدیثِ اسبالِ ازار میں خُیَلَاءً کی قید قیدِ احترازی نہیں، قیدِ واقعی ہے ۹
پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکانے کی وجہ کبر ہے ۹
علم کا مطلوب علمِ نافع حاصل کرنا ہے ۱۰
علم کی برکت کے حاصل کرنے کا طریقہ ۱۱
حدیث مَا بُدِیٴَ بِشَیۡءٍ الخ کی علمی تحقیق ۱۱
تحصیلِ علم میں سب سے اہم چیز اصلاحِ نیت ہے ۱۲
حفاظ کو تراویح پر اُجرت نہ لینے کی درد مندانہ تلقین ۱۳
بعثتِ نبوی کے تین مقاصد ۱۴
محبتِ الٰہی کی بنیاد زبان و رنگ پر نہیں ہے ۱۵
بعثتِ نبوی کے تین مقاصد: تلاوتِ قرآن، تعلیمِ کتاب اور تزکیہ ۱۶
توکل علی اللہ کا ایک واقعہ ۱۸
حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے استغنا کا ایک واقعہ ۱۹
اخلاصِ نیت کی تلقین ۲۰
قرآنِ پاک میں علماء کے بلند مقام کا تذکرہ ۲۲
اصلاحِ نفس کی اہمیت ۲۳
دنیا کا مزہ بھی اللہ کی محبت پر موقوف ہے ۲۴
دنیا کی فانی نعمتوں کی مثال ۲۴
گناہ اور تحصیلِ علم جمع نہیں ہو سکتے ۲۵
ہڑتال اور اسٹرائک غیر شرعی عمل ہے ۲۵
ادب کے ثمرات ۲۵
طلبہ کو سر پر بال نہ رکھنے کی تلقین ۲۸
طلبہ کو بُری صحبت سے بچنے کی نصیحت ۲۹
ایک اہلِ دل کی ایک مدرسہ کے مہتمم سے درد مندانہ گزارش ۳۱

طلبہ و مدرِّسین سے خصوصی خطاب

(جامعہ اشرف المدارس کے شعبۂ کتب کے افتتاح کے موقع پر)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾[۱]

بے ادبی اور بد تمیزی کی سزا کا ایک اہم اُصول

ہمارے مدرسے کے ایک استاد کو ان کی نافرمانی اور بغاوت کی وجہ سے معزول کر دیا گیا تھا، لیکن مولانا محمد مظہر صاحب نے ان کو دوبارہ استاد رکھ لیا کیوں کہ مولانا محمد مظہر صاحب کے مزاج میں شفقت اور ترحم زیادہ ہے حالاں کہ یہ معاملہ نافرمانی، بدتمیزی اور بغاوت کا ہے اور اصول اور قاعدہ یہی ہے کہ ایک دفعہ جب کسی انسان کی بے وفائی کا حال معلوم ہو جائے تو آیندہ اُس سے وفا کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے شیخ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کو اعلیٰ درجہ کے نورِ تقویٰ سے نوازا ہے، وہ انتہائی متبعِ سنت اور متقی بزرگ ہیں، انہوں نے مجھ سے خود فرمایا تھا کہ جب کوئی استاد بدتمیزی یا نافرمانی کرتا ہے اور اپنی من مانی چلاتا ہے تو میں اُس کا بذریعۂ تار اِخراج کر دیتا ہوں۔ حضرت کے بمبئی میں ستّر مدرسے ہیں، جب بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے تو فوراً ہردوئی سے استاد کو تار جاتا ہے کہ آپ کو معزول کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ ایسے معاملے کے لیے کہتے ہیں کہ دیر کرنا بہتر ہے لیکن یہاں دیر کرنا ایسا ہے جیسے جنازہ کو دفن کرنے میں دیر کرنا ہے، اب یہ مسئلہ کہ دوسرا استاد ملے گا بھی یا نہیں تو اس کو بھی سمجھ لیجیے کہ دین کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمہ لینے کا وعدہ کیا ہے

[۱] طٰہٰ: ۱۱۴

کیوں کہ قرآنِ پاک میں ہے: وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ[٢] اس آیت سے قرآنِ پاک کی حفاظت مع اُس کے نقوش اور معنیٰ دونوں مراد ہیں۔

کسی کے جاہل یا بد دین ہونے کی شرعی دلیل

مودودی صاحب کہتے تھے کہ آج تک قرآن کے معنیٰ اس طرح کسی نے نہیں سمجھے جس طرح میں نے سمجھے ہیں اور بغیر معنیٰ کے سمجھے ہوئے قرآن کے نقوش کی حفاظت بے کار ہے۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں چاہے معنیٰ سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال الٓمّٓ سے دی ہے یعنی جو الٓمّٓ پڑھے گا تو اس کے تین حروف پر تیس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مثال ایسے ہی نہیں دی ہے، نبیوں کی زبان سے ایسی باتیں نکلوائی جاتی ہیں جو آیندہ آنے والے فتنوں کا سدِّباب ہوتی ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٓمّٓ ہی کی مثال دی کسی اور کی مثال نہیں دی۔ بتایئے! الٓمّٓ کا مطلب کوئی جانتا ہے؟ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی مثال عنایت فرمائی تاکہ اس قسم کے جتنے فتنے ہیں ان سب کا سدِّباب ہو جائے مثلاً جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بغیر ترجمہ کے قرآن پڑھنے کا کوئی ثواب نہیں ہے تو اس مثال سے یہ سارے فتنے ختم ہو جاتے ہیں، اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن شریف کو سمجھے بغیر پڑھنا بے کار ہے تو وہ شخص بد دین ہے یا جاہل ہے۔

ادب و اکرام کی اہمیت

ہمارے اکابر نے اکرام اور ادب کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ جیسے میرے مرشدِ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب بھی مجھ سے فرمایا کہ پانی لے آؤ تو میں خود ہی حضرت کی خدمت میں پانی لے کر گیا، میں نے کبھی کسی اور سے نہیں کہا کہ پانی لے آؤ، چاہے وہ میرا شاگرد ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح میرے مرشدِ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب جب بھی مجھ سے فرمائیں گے کہ پانی لاؤ تو میں خود پانی لینے جاؤں گا، کسی اور سے یہ نہیں کہوں گا کہ تم

[٢] الحجر:٩

میرے مرید ہو لٰہذا تم میرے شیخ کے لیے پانی لاؤ کیوں کہ پانی لانا اُسی کی ذمہ داری ہے جس سے کہا گیا ہے۔ اگر میں اپنے بیٹے مولانا مظہر میاں سے کہوں کہ پانی لاؤ۔ تو یہ اپنے بیٹے مولوی ابراہیم سے نہ منگوائیں، میرا حق تب ہی ادا ہو گا جب یہ خود پانی لے کر آئیں، اگر انہوں نے اپنے بیٹے سے کہہ دیا کہ ابراہیم میاں پانی لاؤ تو پھر میری محبت کا حق ادا نہیں ہو گا اور مجھے خوشی نہیں ہو گی، ابراہیم میاں نے مولانا مظہر میاں کو تو خوش کیا لیکن مولانا مظہر میاں نے مجھے کہاں خوش کیا؟

میرے شیخِ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے چار بھائی انگریزی داں ہیں، ان میں سے ایک ہی بھائی یعنی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب عالم ہوئے۔ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے والد محمود الحق صاحب جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجازِ صحبت بھی تھے انہوں نے ہر دوئی کے ایک بہت بڑے جلسے میں فرمایا کہ اپنے بچوں کو عربی پڑھاؤ یعنی عالم بناؤ کیوں کہ جب میں کہتا ہوں کہ پانی لاؤ تو میرے انگریزی پڑھنے والے بیٹے تو نوکروں سے کہتے ہیں کہ ابّا کو پانی پلاؤ اور میرا بیٹا مولوی ابرار الحق جس کو میں نے حافظ بنایا ہے خود دوڑ کر پانی لاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔ اب تم اس واقعے سے خود ہی سبق حاصل کرو کہ لڑکوں کو عالم اور حافظ بنانا چاہیے یا مسٹر بنانا چاہیے۔

طلبہ کی کثرتِ تعداد مطلوب نہیں

شروع میں جو آیت تلاوت کی گئی ہے اس آیت سے متعلق ایک مسئلہ عرض کروں گا لیکن اس سے پہلے ایک مسئلہ اور بتاتا ہوں کہ کبھی بھی تعداد پر نظر مت رکھو کہ اس مدرسے میں بہت کم طالبِ علم پڑھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ پڑھتے تھے، آج یہ دو شاگرد سب پر بھاری ہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین مرید مولانا قاسم نانوتوی، مولانا گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ پورے ہندوستان پر غالب تھے۔ لٰہذا تعداد کو مت دیکھو کہ اس مدرسے میں کم لڑکے پڑھتے ہیں اور فلاں مدرسے میں ایک ہزار لڑکے پڑھتے ہیں، بس جہاں بھی پڑھو محنت اور تقویٰ سے پڑھو۔

میں اپنے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ بیت العلوم میں پڑھتا تھا، میرا مدرسہ بالکل چھوٹی سی بستی میں تھا، تھانہ بھون بھی بالکل چھوٹی سی بستی میں ہے لیکن اُس چھوٹی

سی خانقاہ سے جو کام ہوا ہے وہ کام اُن بڑی بڑی خانقاہوں میں نہیں ہو رہا جو کروڑوں روپے کی ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیوبند اور بڑی بڑی خانقاہوں اور مدارس کے مقابلے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ چھوٹا سا تھا اور خانقاہ بھی چھوٹی سی تھی لیکن وہاں ایسا کام ہوا جو بڑے بڑے مدرسوں اور خانقاہوں میں نہیں ہوا۔

علم کی برکت اور کثرت کا فرق

اب علم کی برکت اور کثرت میں کیا فرق ہے؟ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نانک واڑہ میں ایک تقریر میں فرمایا، اُس تقریر میں میں بھی موجود تھا۔ تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ برکت کہتے ہیں قلیل کثیر النفع کو یعنی علم تو تھوڑا ہے لیکن کثیر النفع ہے، آمدنی تھوڑی ہے لیکن اُس میں برکت بہت ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مقروض نہیں ہوتا، گھر والے بیمار نہیں ہوتے، اور بعض وقت آمدنی زیادہ ہوتی ہے مگر برکت نہیں ہوتی تو کبھی ڈاکٹر کے پاس جارہے ہیں، کبھی کوئی مقدمہ کھڑا ہوگیا، ہر وقت کی پریشانی ہے اور چین نہیں ہے، یہ بے برکتی ہے۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے مفردات القرآن میں برکت کی تعریف کی ہے کہ برکت فیضانِ رحمتِ الٰہیہ کو کہتے ہیں، برکت کے معنٰی ہیں: اَلْبَرَکَۃُ ثُبُوْتُ الْخَیْرِ الْاِلٰھِیِّ فِی الشَّیْءِ اللہ تعالیٰ کی خیرات کی بارش۔ آپ بڑے عالم ہوجائیں اور آپ کے پاس علم کی کثرت ہے مگر اُس میں برکت نہیں ہے تو نہ آپ اُس سے فائدہ اُٹھا سکیں گے نہ آپ کے علم سے مخلوق کو فائدہ ہوگا، اگر علم کے ساتھ بے عملی کی خباثت اور نحوست بھی ہوگی تو وہ صورتاً تو عالم ہوگا لیکن حقیقتاً عند اللہ وہ عالم نہیں ہوگا، کیوں کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے کہ مَنْ عَصَی اللہَ فَھُوَ جَاھِلٌ[۳] جو شخص اللہ کی نافرمانی میں تسلسل کے ساتھ مبتلا ہے وہ جاہل ہے، اس کو اس کے علم سے کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟

آج حافظ اور مولوی بھی راہ چلتے ہوئے عورتوں کو بُری نظر سے دیکھ رہے ہیں، پائجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا ہے، مہتمم کے سامنے آئے تو پائجامہ کو اوپر کر لیا، مدرسے سے باہر نکلے تو

۳؎ مرقاۃ المفاتیح: ۱۳۲/۹، باب البیان والشعر، مطبوعۃ ملتان

پائجامہ ٹخنے سے نیچے کر دیا، گھر میں اپنی بھابھی سے پردہ نہیں کرتے حالاں کہ حفظ کر رہے ہیں، قرآن سینوں میں ہے لیکن گھر میں بھابھیوں سے شرعی پردہ نہیں کرتے، یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور گناہِ کبیرہ ہے، یہ صغیرہ گناہ نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر اس علم سے کیا فائدہ ہے؟ اگر پائجامہ کو ٹخنوں سے نیچے ہی لٹکانا ہے تو حافظ کیوں ہوتے ہو؟ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو شخص بھی پائجامہ یا لنگی ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا تو اتنا حصہ جہنم میں جلے گا۔

حدیثِ اسبالِ ازار میں خُیَلَاءً کی قید قیدِ احترازی نہیں، قیدِ واقعی ہے

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تکبر سے پائجامہ نیچے کرتا ہے تو پھر دو گناہ ہیں ایک تو کبر کا گناہ اور دوسرا ٹخنے کو چھپانے کا گناہ۔ یہ قید احترازی نہیں ہے، بعض لوگ اس کو قیدِ احترازی سمجھتے ہیں لیکن یہ قیدِ واقعی ہے۔ جیسے قرآنِ پاک میں ہے:

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ خَشۡیَۃَ اِمۡلَاقٍ[1]

اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے قتل مت کرو، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ غنی اور مال داروں کے لیے قتلِ اولاد جائز ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ خَشۡیَۃَ اِمۡلَاقٍ تنگدستی کے خوف سے قتل مت کرو اور ہم تو مال دار ہیں، تو کیا مال داروں کے لیے اولاد کو قتل کرنا جائز ہو جائے گا؟ تو یہ قیدِ واقعی ہے قیدِ احترازی نہیں ہے، لہٰذا پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکانے میں خُیَلَاءً کی قید بھی قیدِ احترازی نہیں، قیدِ واقعی ہے۔

پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکانے کی وجہ کبر ہے

لوگ پائجامہ ٹخنے سے نیچے کیوں لٹکاتے ہیں؟ کبر ہی کی وجہ سے لٹکاتے ہیں۔ اِلَّا یہ کہ وحیٔ الٰہی کے ذریعے سے کسی کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو استثنا فرمایا تو یہ استثنا زبانِ نبوت سے ہے اور وحیٔ الٰہی ہے اور اب ختمِ نبوت کے ساتھ نزولِ وحی بند ہو چکا ہے، لہٰذا اب کسی کو اپنے کو اسبالِ ازار سے مستثنیٰ

---

[1] بنیۤ اسرآءیل:۳۱

کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور کسی کو یہ کہنے کا بھی حق نہیں ہے کہ میں کبر سے بَری ہوں۔ لہٰذا حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ میں فرمایا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کبر ہو تو پائجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا منع ہے ایسے لوگ دُہرے مجرم ہیں، ایک تو کبر کا جرم دوسرے پائجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کا جرم، کیوں کہ کبر کی نفی کرنا بھی خود کبر ہی ہے۔

گفتی بُتِ پندار شکستم رُستم
ایں بت کہ تو پندار شکستی باقی است

یعنی تُو کہتا ہے کہ میں نے تکبر کو مٹا دیا اور میں تکبر سے چھوٹ گیا، میں نے تکبر کے بُت کو توڑ دیا ہے حالاں کہ یہ دعویٰ کہ میں نے بت کو توڑ دیا خود ایک مستقل بت ہے جو ابھی باقی ہے۔

علم کا مطلوب علمِ نافع حاصل کرنا ہے

تو ایسے ہی یہ لوگ گھر میں جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے، ماں باپ سے لڑائی بھی کرتے ہیں، بیوی نے ذرا سی بات پر شکایت کر دی تو ماں باپ پر ایک دم غصہ ہوگئے حالاں کہ جناب حافظ جی بھی ہیں اور مولانا صاحب بھی ہیں اور ماں باپ کو گالیاں دے رہے ہیں۔ اگر گھر پر جا کر یہی سب کچھ کرنا ہے تو ایسا علم حاصل کرنے سے کیا فائدہ؟ مدرسے میں پڑھنے سے کیا فائدہ؟ اگر مدرسے سے یہ حاصل ہو کہ آپ ماں باپ سے لڑیں، گھر میں شرعی پردہ نہ ہو، اپنی بھابھیوں سے نظر کی حفاظت نہ ہو اور راہ چلتے لڑکیوں کو بُری نظر سے دیکھ رہے ہیں تو دوستو! ایسے علم سے تو اللہ تعالیٰ حفاظت میں رکھے۔ بس کیا کہوں، رونا آتا ہے، اگر حافظ اور مولوی بننا ہے تو اللہ والے بھی بنو ورنہ ہم سے وہ جاہل بہتر ہے جو تقویٰ سے رہتا ہے۔

علم کا حاصل کیا ہے؟ اصل میں ہم طالبِ علموں کا پورا نام طالبِ علم و عمل تھا، اب طالبِ علم مشہور ہو گیا اور عمل محذوف ہو گیا کیوں کہ عمل علم پر موقوف ہے اور علم کے بغیر عمل ہو ہی نہیں سکتا لیکن مقصود تو عمل ہے، جیسے سوئی گیس لگوائی، گوشت لائے، روٹی پکائی تو مقصود تو کھانا ہے لیکن اگر ایک شخص گوشت اور روٹی پکانے کے بعد بھی کھاتا نہیں ہے تو آپ اس کو بے وقوف اور پاگل کہیں گے لہٰذا علم اسی لیے حاصل کرو کہ اُس پر عمل کرنا ہے۔

www.khanqah.org

علم کی برکت کے حاصل کرنے کا طریقہ

تو علم میں برکت دو وجہ سے آتی ہے:

نمبر ۱: اساتذہ کا ادب کرو۔ اگر آپ نے مطالعہ کر کے حاشیہ اور شرح دیکھ لی اور استاد نے اُس کی شرح بیان نہیں کی تو بھی اُستاد کو حقیر مت سمجھو، کسی وقت تنہائی میں ادب سے پوچھ لو، بھری مجلس میں استاد سے بحث کر کے اسے ہرانے کی نیت جس طالبِ علم کی ہوگی وہ علم سے محروم رہے گا۔ بعض طالب علموں کی یہ نیت ہوتی ہے کہ وہ حاشیہ اور شرح دیکھیں اور استاد کو سب کے سامنے ذلیل کرنے کی کوشش کریں، ایسے شاگرد کو کیا علم نصیب ہوگا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ میں ہے کہ انہوں نے ایک بھنگی سے پوچھا کہ کتّا کب بالغ ہوتا ہے؟ اُس بھنگی نے کہا کہ جب ٹانگ اُٹھا کر موتنے لگے۔ پھر جب وہ بھنگی سامنے آتا تھا تو امام صاحب اُس کے اکرام میں کھڑے ہو جاتے تھے کہ میں نے اس سے ایک علم سیکھا ہے اور آج قرآن و حدیث پڑھانے والوں کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ تو علم میں برکت دو وجہ سے ہوتی ہے نمبر ایک: استاد کا ادب اور نمبر دو: تقویٰ۔ اگر دو شاگرد ہیں اور دونوں باادب اور متقی ہیں تو پھر کس کے علم میں برکت ہوگی؟ جس میں ادب غالب ہوگا۔

حدیث مَا بُدِئَ بِشَيْءٍ الخ کی علمی تحقیق

آج مدرسے کے تعلیمی سال کا آغاز ہے اور بدھ کا دن ہے، ایک مشہور روایت ہے:

مَا بُدِءَ بِشَيْءٍ يَّوْمَ الْاَرْبَعَاءِ اِلَّا تَمَّ[۵]

بدھ کے دن جو کام شروع کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اَلْمَصْنُوْعُ فِيْ مَعْرِفَةِ الْحَدِيْثِ الْمَوْضُوْعِ میں مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ لَمْ اَقِفْ لَهٗ عَلٰى اَصْلٍ یعنی اس حدیث کے اصل کا معلوم نہیں لیکن مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری تصنیف الموضوعات الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے ائمہ میں سے صاحبِ ہدایہ اس حدیث پر اعتماد کرتے ہیں۔ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

۵ الموضوعات الکبریٰ: ۲۹۴، المکتب الاسلامی، بیروت

وَقَدِ اعْتَمَدَ مِنْ اَئِمَّتِنَا صَاحِبُ الْهِدَايَةِ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ اگرچہ اس کا ثبوت نہ ملے لیکن ہمارے ائمہ میں سے صاحبِ ہدایہ نے اس حدیث پر اعتماد کیا ہے۔ وَكَانَ يَعْمَلُ بِهٖ فِي ابْتِدَاءِ دَرْسِهٖ اور صاحبِ ہدایہ اپنے درس کی ابتدا بدھ کے دن کیا کرتے تھے۔ بس ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے حضرات تو اس پر عمل کر رہے ہیں۔ صاحبِ ہدایہ بڑے آدمی ہیں اور حضرت ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شخص جو حافظ الحدیث ہیں فرماتے ہیں کہ بدھ نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ لوگ مجھے منحوس سمجھتے ہیں، اُس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جس چیز کی ابتدا بدھ کے دن ہو گی ہم اُس کی تکمیل فرمادیں گے۔ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عظیم محدث ہیں۔ تو اس دن کی اہمیت کا سلسلہ ہمارے بزرگوں سے چل رہا ہے اِعْتِمَادًا عَلَى الْمَشَايِخِ۔

ایک بہت بڑے عالم شاہ عبد العزیز صاحب ناظم آباد میں رہتے تھے، ان کی قبر ٹنڈو آدم میں ہے، جب اُن کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے مفتی رشید احمد صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ مفتی صاحب! قیامت کے دن گواہی دیجیے گا کہ میں حکیم الامت تھانوی اور مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی رحمہم اللہ کے مسلک پر مر رہا ہوں۔ اس کو کہتے ہیں اپنے مشائخ پر اعتماد۔ دیکھیں کتنا زیادہ اعتماد ہے۔ ایک جاہل اگر یہ بات کہتا تو اُس کے اعتماد پر اتنا بھروسہ نہیں ہوتا لیکن وہ خود بہت بڑے عالم اور مشہور واعظ تھے۔ یہ ہے مشائخ سے عشق، کیوں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ حضرات متبعِ سنت اور متبعِ شریعت ہیں۔

تحصیلِ علم میں سب سے اہم چیز اصلاحِ نیت ہے

سب سے بڑی چیز اصلاحِ نیت ہے۔ جتنے اساتذہ یہاں پڑھا رہے ہیں اور جتنے طلبہ یہاں پڑھ رہے ہیں سب لوگ اپنی نیت درست کرلیں کہ ہم کس لیے پڑھتے ہیں، اس لیے سب سے بنیادی چیز نیت کی تصحیح ہے۔

بخاری شریف کی اس سب سے پہلی حدیث کی روایت مجھ کو حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے سے پہنچی ہے، کیوں کہ میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کے شاگرد تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے والد مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میرے شیخ کے استاد مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں حضرات مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھتے تھے اور میرے شیخ مجھ کو بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے۔ یہ حدیث:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ[۶]

اور اس کی شرح میرے شیخ نے مجھ سے یہ فرمائی تھی کہ نِیَّاتٌ نِیَّۃٌ کی جمع ہے اور نِیَّۃٌ نَوَاۃٌ سے ہے، نَوَاۃٌ کے معنیٰ گٹھلی کے ہیں، اگر آم کی گٹھلی ڈالو گے تو آم پیدا ہوگا اور اگر نیم کی گٹھلی زمین میں ڈالو گے تو نیم ہی پیدا ہوگا، آم پیدا نہیں ہوگا۔ اگر اچھی نیت ہے اور صرف اللہ کے لیے پڑھ رہے ہو تو پھر اللہ ملے گا، اور اگر یہ نیت ہے کہ مولوی اور حافظ بن کر پیٹ کمانا ہے تو پھر علمِ دین پڑھنے کی کیا ضرورت ہے، پھر آلو بیچو، بکرا خریدو اور قصائی بن جاؤ اور گوشت بیچو، پھر علمِ دین کی کیا ضرورت ہے؟ کیا پیٹ کمانے کا علم ہی ایک ذریعہ رہ گیا ہے!

ایک حافظ نے ایک مال دار سے کہا کہ ہم تمہاری اماں کی قبر پر چالیس دن تک قرآنِ مجید پڑھیں گے اور تمہیں تمہاری والدہ کی بخشش کی بشارت مل جائے گی مگر اتنے لاکھ چندہ دینا پڑے گا۔ اس کے بعد اُن کو خواب بھی نظر آگیا اور انہوں نے مال دار کو بشارت بھی سنادی اور اس سے کئی لاکھ روپے لے لیے۔ بتاؤ! یہ کیا ہے؟ یہ فرضی خواب روپے نے دِکھایا ہے۔

حفاظ کو تراویح پر اُجرت نہ لینے کی دردمندانہ تلقین

دیکھو! یہاں پر جو لوگ حافظ ہورہے ہیں مجھ سے یہاں اللہ کے گھر میں عہد کرو کہ قرآن سنا کر یا تراویح پڑھا کر کبھی پیسہ نہیں لیں گے، اگر یہ سب کچھ کرکے پیسے ہی کمانے ہیں تو میرا مدرسہ چھوڑ دو، ہم ایسے مدرسے میں تالا لگادیں گے لیکن ہم نہیں چاہتے کہ یہاں سے ایسے لوگ نکلیں جو قرآن کو بیچتے پھریں، ایسا کرنا ہر صورت میں حرام ہے چاہے معاوضہ طے ہو یا طے نہ ہو۔

فقہ کی مستند کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اگر آپ تراویح میں قرآن پڑھانے کا معاوضہ طے کرتے ہو تو دو گناہ ہیں، معاوضہ طے کرنے کا گناہ الگ اور حرام مال لینے کا گناہ الگ۔ اسی طرح سامع کے لیے بھی اُجرت لینے کی اجازت نہیں ہے۔ آج کل لوگ کہتے ہیں کہ سامع کے

---

[۶] صحیح البخاری: ۲/۱:۱ (۱) باب کیف کان بدء الوحی، المکتبۃ المظہریۃ

لیے اجازت ہے۔ کسی بھی اللہ والے مفتی سے پوچھ لو کہ سامع کے لیے بھی پیسہ لینا جائز نہیں ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ ہم تو پیسے لینا نہیں چاہتے لیکن کمیٹی والے اخلاص سے دے دیتے ہیں۔ میں اُن سے کہتا ہوں کہ اگر کمیٹی والے آپ کو ایک لاکھ روپے دیں اور آپ اگلے سال ان کی مسجد میں تراویح نہ پڑھائیں کہیں اور پڑھائیں اور پھر کمیٹی والوں کے پاس آئیں کہ میں آپ سے آپ کا اخلاص لینے آیا ہوں تو وہ کہیں گے کہ میاں! کیسا اخلاص! جائیے اپنا راستہ ناپیے۔

ایک بڑے مفتی صاحب نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی حافظ رسید بُک لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے تراویح سنانے کا ایک پیسہ بھی نہیں دینا بلکہ میرے مدرسے میں دے دینا تو یہ چندہ بھی حرام ہے، کیوں کہ اگر یہ اُس مسجد میں قرآن نہیں سناتا تو اس کو چندہ نہیں ملتا، چاہے تو تجربہ کرلے۔ اگر کمیٹی والے اخلاص اور دین کی خاطر سنانے والوں کو پیسہ دیتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ حافظ اُس مسجد میں نہ سنائے اور دوسری مسجد میں سنائے پھر کمیٹی والوں سے اخلاص کا پیسہ مانگے تو بتائیے کیا وہ لوگ اسے پیسہ دیں گے؟ یہ سب لین دین کا چکر ہے۔ لٰہذا اپنی جانوں پر رحم کرو، پیٹ پر پتھر باندھ لو، سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر کھالو لیکن ہر گز ہر گز قرآن کو مت بیچو اور نہ گناہِ کبیرہ کرو ورنہ دوزخ کی آگ سارے مزے نکال دے گی، ایسے حافظ اور مولوی بننے کا کیا فائدہ ہے۔

جو لوگ یہاں پر حافظ ہو رہے ہیں ایک تو وہ یہ نیت کرلیں کہ قرآن کے سنانے کے پیسے نہیں لیں گے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہ قرآنِ پاک کو یاد کرنا ہے چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے کیوں کہ قرآنِ پاک بغیر سمجھے پڑھنا بھی اَجر و ثواب سے خالی نہیں ہے، جو شخص یہ کہتا ہے کہ صرف قرآن پڑھنے سے کیا فائدہ ہے جب تک کہ معنیٰ نہ سمجھیں تو ایسا شخص بددین ہے یا جاہل ہے۔

بعثتِ نبوی کے تین مقاصد

نبی کی پیدائش اور نبی کی بعثت کے مقاصد کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجنے کے تین مقاصد ہیں: نمبر ۱: يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ اس آیت کے مصداق قرآنِ پاک کے یہ مکاتب ہیں جو قرآنِ پاک کی تلاوت، آداب اور نقوش یاد کروا رہے ہیں۔ نمبر ۲: وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اس آیت کے مصداق یہ دارالعلوم ہیں جہاں قرآنِ پاک کے معنیٰ بیان کیے جاتے ہیں اور احادیث پڑھائی جاتی ہیں اور یہ بھی قرآن شریف ہی کی تفسیر ہے چاہے وہ ضَرَبَ يَضْرِبُ ہی ہو کیوں کہ یہ بھی قرآن سمجھنے

ہی کے لیے ہے، جو میز ان پڑھ رہا ہے وہ بھی قرآن سمجھنے ہی کے لیے پڑھ رہا ہے۔ آج جو دَرس شروع ہو رہا ہے یہ بھی اسی وجہ سے ہے کیوں کہ قرآنِ پاک کی تعلیم و تفسیر، احادیثِ مبارکہ اور اس کے قواعد و معنیٰ اور بلاغت وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔ نبی کی بعثت کا تیسرا مقصد ہے: وَیُزَکِّیۡہِمۡ کہ نبی صحابہ کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی اُن کے اخلاق کی اصلاح کرتے ہیں، گناہوں کے تقاضوں پر عمل کرنے سے بچنے کا طریقہ سکھاتے ہیں۔ حسد، بغض، کبر، عُجب یعنی خود کو بڑا سمجھنا، آپس میں لڑائی کرنا، ایک دوسرے کا مذاق اُڑانا اور دوسرے مسلمان کو حقیر سمجھنا اور اکرامِ مؤمن کے خلاف دل میں جراثیم بھرے ہوئے ہونا، تو ان چیزوں کی اصلاح کرنا اور کلمہ کی بنیاد پر محبت کرنا سکھایا جائے نہ کہ علاقائیت اور زبان کی بنیاد پر۔

محبتِ للّٰہی کی بنیاد زبان و رنگ پر نہیں ہے

اگر کوئی سرائیکی بولنے والا آگیا تو اس کے ساتھ زیادہ انبساط نہ ہونا تو غیر اختیاری چیز ہے مگر اُس کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔ اچھے خاصے حافظ میرے ساتھ کہیں گئے، وہاں پر کسی نے اُن سے پنجابی میں بات کرلی تو کہتے ہیں کہ یہ تو اپنا بندہ ہے۔ میں نے کہا کہ پھر میں کس کا بندہ ہوں؟ میں تو تمہارے ساتھ رات دن رہتا ہوں، کیا میں تمہارا دوست نہیں ہوں؟ اوّل تو یہ اصطلاح ہی صحیح نہیں ہے، اس کی اصلاح کرنی چاہیے، بندہ تو خدا کا ہے لٰہذا یوں کہنا کہ یہ اپنا بندہ ہے صحیح نہیں ہے، یوں کہو کہ یہ ہمارا بھائی ہے۔

اسی طرح زبان کے معاملے میں بنگالی کو بنگالی زبان سن کر خوشی ہوتی ہے، پنجابی کو پنجابی سن کر خوشی ہوتی ہے، یہ خوشی غیر اختیاری ہے لیکن اگر دوسرے لوگ موجود ہوں تو اس کا اتنا زیادہ اظہار مت کرو کہ بھئی واہ! آج آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، ہماری بولی سنائی گئی اور دوسرے لوگ یہ دیکھ کر کہہ رہے ہوں کہ ہماری اس کے ساتھ محبت و تعلق کی ساری محنت بے کار گئی۔ لٰہذا ایسے موقع پر کچھ نہ کہو بلکہ تنہائی میں کہو کہ آج آپ سے ملاقات کرکے دل بہت خوش ہوا، اپنی زبان سن کر اپنے وطن کی خوشبو ملی، اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن سب کے سامنے جہاں بین الاقوامی لوگ رہتے ہوں جیسے یہاں پر لندن والے بھی ہیں، فرانس والے بھی ہیں، تو یہاں پر زبان کو زیادہ اہمیت مت دو، کسی سے دل خوش ہو جانا تو ٹھیک ہے مگر محبت سب سے کرو، اِکرام سب کا کرو اور اگر اپنی زبان والا اللہ سے غافل ہے اور

دوسری زبان والا اللہ والا ہے تو اُس اللہ والے سے کلمہ اور ایمان کی بنیاد پر محبت کرنا تم پر زیادہ واجب ہے۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ یہ ہمارا ملکی بھائی ہے، جبکہ وہ نماز بھی ٹھیک سے نہیں پڑھتا اور اللہ کی نافرمانی بھی کرتا ہے مگر پھر بھی وہ اس کے بارے میں یہی کہتا ہے کہ یہ اپنی زبان والا ہے تو پھر میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ پتا نہیں اس کا خاتمہ ٹھیک بھی ہوگا یا نہیں، کیوں کہ مجھے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت نے سب کے سامنے ایک خط پڑھا جس میں لکھا تھا کہ ہمارا دل آپ کی ملوقوت (ملاقات) کو چاہتا ہے تو ایک صاحب نے کچھ حقارت سے کہا کہ حضرت! یہ تو کوئی بنگالی معلوم ہوتا ہے تو حضرت نے اس کی بیماری کو سمجھ لیا، آخر وہ حکیم الامت تھے، تو حضرت نے فرمایا کہ جاؤ! پھر سے کلمہ پڑھو کیوں کہ تم نے اس وقت کلمہ کی بنیاد پر اکرامِ مؤمن نہیں کیا، تم نے زبان کی بنیاد پر مومن کی توہین کی ہے جس سے اس کی حقارت ظاہر ہوئی اور کسی مؤمن کو زبان کی وجہ سے حقیر سمجھنا بہت خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زبان اور رنگ کو اپنی نشانی بیان کیا ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ [ک]

قرآن اعلان کرتا ہے کہ یہ جو کوئی گورا ہے اور کوئی کالا ہے تو زبان اور رنگ کا یہ اختلاف ہماری نشانی ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کی علامت اور ذریعۂ معرفت ہے اور تم نے ذریعۂ معرفت کو ذریعۂ قتل بنا رکھا ہے۔ آج اسی مرض کی وجہ سے دُنیا پریشان ہے اور ہر طرف قتل و خون ہو رہا ہے، اسی چیز کو مٹانے کے لیے خانقاہیں بنی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا تزکیہ فرمایا اور اتنا تزکیہ فرمایا کہ صحابہ کے قلوب میں مال تو کیا جان کی محبت بھی نہیں رہی۔

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شاہِ ایران کو خط لکھا اور اسے جنگ کی دھمکی دی تو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الجہاد میں یہ جملہ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جتنا تم لوگ شراب سے محبت کرتے ہو اتنی ہم موت سے محبت کرتے ہیں۔ یہ ہے جان دینے کا جذبہ! ایمان کا صحیح حق یہی ہے، کلمہ کی تعریف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جان دینے کی راہوں کو بے چینی سے تلاش کرنا۔

بعثتِ نبوی کے تین مقاصد: تلاوتِ قرآن، تعلیمِ کتاب اور تزکیہ

تو تین شعبے ہوگئے، تلاوتِ قرآنِ پاک کے لیے اللہ تعالیٰ نے مکتب قائم کردیے،

ک الروم: ۲۲

قاری صاحبان جو قرآنِ پاک پڑھارہے ہیں تو یہ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ کے شعبے کا انتظام ہے۔اور آج یہاں جو عربی تعلیم شروع ہورہی ہے یہ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کا شعبہ ہے۔اور خانقاہ میں یا یہاں پر اصلاحِ نفس سے متعلق بزرگوں کی جو باتیں سنائی جاتی ہیں یہ وَيُزَكِّيْهِمْ ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تین مقاصد بیان فرمائے، ایک تلاوتِ قرآنِ پاک جس کا نام مکتب ہے، دوسرا تعلیمِ قرآنِ پاک جس کا نام دارالعلوم ہے اور تیسرا تزکیۂ نفس جس کا نام خانقاہ ہے۔

میں نے علماء کے محضر میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں تقریر کی، وہاں کے نائب مہتمم مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ کے اس بیان کے دوران ایک ایسی جماعت جو منکرِ تصوف ہے اس کا ایک بہت بڑا لیڈر بھی بیٹھا ہوا تھا اور وہ کسی مسجد کا خطیب بھی ہے، اُس نے اُس دن اقرار کیا کہ آج ہماری آنکھیں کھل گئیں، ہم لوگ تلاوتِ قرآن اور تعلیمِ قرآن کے مدرسے تو کھولتے ہیں لیکن ہماری پوری جماعت میں تزکیۂ نفس کا کوئی مدرسہ نہیں ہے، لہٰذا ہم لوگ اس شعبے سے محروم ہیں۔تو اس نے اپنی شکست مانی۔مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے سامنے اس واقعے کو بیان کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس ادارے کو تینوں شعبے عطا کردیے لہٰذا اس کا عنوان بعثتِ نبوت کے مقاصدِ ثلاثہ ہونا چاہیے۔ہم سب کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کیوں کہ یہ شعبے الگ الگ ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو یہاں پر جمع کردیا ورنہ خانقاہیں الگ ہوتی ہیں، مکاتب الگ ہوتے ہیں، دارالعلوم الگ ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں تینوں شعبے عطا کردیے۔

تو سب سے پہلے اخلاصِ نیت کی بات ہے، سب لوگ نیت کرلو اختر بھی، مظہر میاں بھی اور آپ سب لوگ بھی نیت کرلیں کہ یا اللہ! آپ کی رضا کے لیے یہ مدرسہ کھولا گیا ہے، اگر ہمارے اخلاص میں کمی ہو تو آپ اُسے پورا کردیجیے۔پڑھانے والے اللہ کے لیے پڑھائیں اور پڑھنے والے اللہ کے لیے پڑھیں، پیٹ پالنا کوئی کمال نہیں ہے، پیٹ تو جانور بھی پال لیتا ہے۔

دو آدمی ایک کمرے میں رہتے تھے۔ایک کی شہد کی بوتل سے شہد غائب ہوگیا حالاں کہ وہ ہر وقت تالے میں رہتی تھی۔اس دوست نے اپنے دوست سے پوچھا کہ میرا شہد کہاں گیا؟ کیا تم نے میرا شہد چرا لیا؟ دوسرے دوست نے کہا کہ خدا کی قسم! تمہارے شہد کو

میں نے چھوا بھی نہیں۔ ایک دن اُس نے دیکھا کہ ایک چوہا آیا، چوہے نے بوتل کے اندر اپنا منہ ڈالا لیکن بوتل کا منہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے چوہے کا منہ اندر نہیں جاسکا، پھر چوہے نے اپنی دُم بوتل کے اندر ڈالی، اُس کے بعد دُم نکال کر اُس کو چوسا، اس طریقے سے چوہے نے بوتل خالی کردی، تو پیٹ پالنے کا کام تو چوہا بھی کرسکتا ہے۔

اگر کوئی بحری جہاز سے حج کرنے کے لیے جاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں اس نیت سے حج کرنے جارہا ہوں کہ سمندر دیکھوں گا تو بولو! یہ شخص پاگل ہے یا نہیں؟ اگر یہی شخص اللہ کی رضا کے لیے کعبہ شریف کو دیکھنے کی نیت کرلے تو کیا سمندر نہیں دیکھے گا؟ جو چیز بلانیت ملتی ہے اُس کی نیت کیوں کرتے ہو، دنیا تو بلانیت ملتی ہے اُس کی نیت نہ کرو، اللہ کی رضا کے لیے پڑھو اور پڑھاؤ، جب اللہ راضی ہو گا تو بھوکا نہیں مارے گا۔ جو کافروں کو روٹی دیتا ہے، جو اپنے دُشمنوں کو روٹی دیتا ہے وہ اپنے دوستوں، حافظوں اور مولویوں کو روٹی نہیں دے گا؟

توکل علی اللہ کا ایک واقعہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک حافظ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں مرغ کے علاوہ کوئی کھانا نہیں کھاؤں گا۔ وہ ایک گاؤں میں گیا اور نمازِ عشاء پڑھ کر لیٹ گیا۔ امام صاحب نے پوچھا کہ کھانا آگیا، کھانا کھاؤ گے؟ اُس نے چادر اوڑھی ہوئی تھی، چادر میں سے منہ نکال کر پوچھا کہ امام صاحب کیا چیز ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ بکری کا شوربہ اور چپاتی ہے۔ اُس نے کہا کہ ہم یہ نہیں کھاتے، ہم تو مرغ کھاتے ہیں، ہم نے اللہ تعالیٰ سے قسم اُٹھائی ہوئی ہے۔ امام صاحب نے کہا کہ مسافر صاحب! بھوکوں مرجاؤ گے، اُس نے کہا کہ اگر میں بھوکوں مروں گا تو آپ کو کیا ہے، آپ میرا جنازہ پڑھا دینا۔ اتنے میں ایک گھنٹے بعد ایک بڑھیا نے دروازہ کھٹکھٹا کر پوچھا کہ کوئی مسافر ہے؟ میں اُس کے لیے مرغ لے کر آئی ہوں حالاں کہ وہ اس مسافر کے لیے بالکل نئی بستی تھی، کوئی جان پہچان نہیں تھی، پھر بھی وہ بڑھیا اُس مسافر کے لیے مرغ لے کر آئی، مسافر نے مرغ کھالیا اور کہا کہ ہاں! یہ میری غذا ہے۔ اب امام صاحب نے سوچا کہ شاید بڑھیا اتفاق سے آگئی لیکن دوسرے دن پھر مرغ لے آئی، وہ مسافر چالیس دن تک ٹھہرا اور چالیس روز تک مرغ کھاتا رہا، پھر وہاں سے چلتا بنا۔ اس کے جانے کے بعد امام صاحب

نے سوچا کہ آج جب بڑھیا مرغ لائے گی تو وہ مجھے مل جائے گا، بڑھیا واپس کہاں لے جائے گی، کہے گی کہ اب میں یہ مرغ واپس کہاں لے کر جاؤں، ارے امام صاحب! تو ہی یہ مرغ کھالے۔ اب امام صاحب انتظار کر رہے ہیں لیکن بڑھیا نہیں آئی۔ امام صاحب کے پیٹ میں درد اُٹھا اور وہ اُس بڑھیا کے گھر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا کہ آج مرغ کیوں نہیں بھیجا۔ اُس نے کہا کہ میرا بیٹا پھانسی کے جھوٹے مقدمے میں پھنسا ہوا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے نذر مانی تھی کہ اگر میرا بیٹا پھانسی سے بچ جائے گا تو میں چالیس روز تک کسی مسافر کو مرغ کھلاؤں گی تو میرے چالیس دن پورے ہوگئے حالاں کہ اُس بڑھیا کو معلوم نہیں تھا کہ یہاں کون سا مسافر ہے۔

اللہ سے دل لگاؤ اور اللہ کی عبادت کرو، ان شاء اللہ اس سے دل بھی بڑا ہو جاتا ہے اور حیا اور غیرت بھی آجاتی ہے پھر کسی سے نہیں کہوگے کہ اس سال قربانی کی کھالیں ہم کو ہی دینا، جب آدمی کا تعلق اللہ سے ہو جاتا ہے تو پھر وہ چھوٹی چھوٹی ذلت والی حرکتیں نہیں کرتا، جس کو سو دفعہ غرض ہو وہ خود کھال لے کر یہاں آئے اور دین کی خدمت کرے۔

حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے استغنا کا ایک واقعہ

حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس انگریز حکومت کا گورنر آیا، لوگ گھبراتے ہوئے حضرت کے پاس آئے، حضرت نے پوچھا کہ کیا ہوا خیریت تو ہے؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت! انگریز گورنر آیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر گورنر آیا ہے تو میں کیا کروں؟ کہا کہ حضرت! یہ لوگ کرسی پر بیٹھتے ہیں۔ کیوں کہ وہ پتلون پہنے ہوئے تھا۔ تو فرمایا کہ گھڑے کا پانی کیاری میں ڈال دو اور اُس کو الٹا کر کے رکھ دو، وہ کُرسی بن جائے گی، تو اُس پر گورنر کو بٹھا دیا، پھر خادم نے کہا کہ حضرت! گورنر کے ساتھ اس کی میم (بیوی) بھی ہے، فرمایا کہ دوسرا گھڑا بھی ہے، اُس کا پانی کیاری میں اُنڈیل دو۔ اب ایک گھڑے پر گورنر صاحب اور دوسرے گھڑے پر میم صاحبہ بیٹھی ہوئی ہیں۔ ارے! اللہ والوں کو اس کی کیا فکر ہے، جس کو سو دفعہ غرض ہو وہ چٹائی پر بیٹھے، زیادہ قالین اور کرسیاں منگوانے کی ضرورت

نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کے خادموں کو بھی مستغنی ہونا چاہیے۔ پھر گورنر نے پوچھا کہ آپ کے مہمانوں اور طلبہ کا خرچہ کیسے چلتا ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک ہی دفعہ میں سارے جواب نہیں دیے جاتے، پھر کبھی آنا تو اس کا جواب دوں گا۔ چھ مہینے کے بعد وہ دوبارہ آیا اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں، حضرت نے اُن کو پھینک دیا، وہ پیر پکڑ کر کہنے لگا کہ حضرت! قبول کر لیجیے تب حضرت نے قبول کیا۔ پھر اُس نے پوچھا کہ حضرت! خرچہ کیسے چلتا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ جیسے تم نے میرے پاؤں پکڑ کر مجھے پیسہ دینے کو شش کی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ مال داروں کی گردن مروڑ مروڑ کر پیر پکڑوا کر دلواتے ہیں۔ دوستو! اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر علمِ دین پڑھو۔ اگر اتنا بھروسہ نہیں ہے تو بہتر ہے کہ سبزی بیچو، قصائی بن جاؤ، کپڑے کی مل میں نوکری کر لو لیکن اللہ کے دین کو بدنام نہ کرو۔

اخلاصِ نیت کی تلقین

تو سب سے پہلے میرے تمام دوست، تمام اساتذہ، تمام طلبۂ کرام نیت کو درست کرلیں کہ اللہ کی رضا کے لیے پڑھانا ہے، رہ گیا پیٹ تو درس و تدریس کو ربّ نہ مانو، کہو کہ ربّ العالمین اللہ ہے، پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے وَ مَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا[۸] کی تفسیر دیکھ لیں۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ذرا سا خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو کیسے پالتے ہیں فوراً حکم ہوا کہ فلاں چٹان پر عصا ماریے، تین دفعہ عصا مارنے پر چٹان تین ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی، تیسری چٹان میں ایک کیڑا نکلا، اُس کے منہ میں ہرا پتا تھا، اب بتایئے! وہ کہاں سے روزی پا رہا ہے جبکہ پتھر میں کوئی سوراخ بھی نہیں تھا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ کی اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ کیڑا یہ وظیفہ پڑھ رہا تھا:

سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ وَیَسۡمَعُ کَلَامِیۡ وَیَعۡرِفُ مَکَانِیۡ وَیَذۡکُرُنِیۡ وَلَا یَنۡسَانِیۡ[۹]

پاک ہے وہ ذات جو مجھے دیکھ رہی ہے، اور میری بات سن رہی ہے اور وہ میرے رہنے کی جگہ کو

---

۸ ھود:۲
۹ روح المعانی: ۱۲/۲، (۶)، دار احیاء التراث، بیروت

خوب پہچانتا ہے اور مجھے یاد رکھتا ہے اور کبھی فراموش نہیں کرتا۔ اللہ ہمیں کبھی نہیں بھولتا بس ذرا ایمان کو تازہ رکھو۔

تو آج تمام اساتذۂ کرام سب سے پہلے یہ نیت کرلیں کہ اللہ کے لیے پڑھانا ہے اور پڑھنے والے یہ نیت کریں کہ اللہ کے لیے پڑھ رہے ہیں، اس پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں گے، اللہ کی مرضی اور ناراضگی کے قانون کا پتا چلے گا تو اُس پر عمل کریں گے، جس بات سے خدائے پاک خوش ہوتے ہیں اُس پر عمل کریں گے اور جن اعمال سے ناراض ہوتے ہیں اُن سے بچیں گے، کبھی خطا و کوتاہی ہوگی تو روئیں گے، وہاں شرمائیں گے نہیں کہ ہماری توبہ دس مرتبہ ٹوٹ چکی ہے۔ یہاں اس شعر پر عمل کرو ؎

ہم اسی منہ سے کعبہ جائیں گے
شرم کو خاک میں ملائیں گے

غالب نے کہا تھا کہ ؎

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

مگر اللہ والے شاعر مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے اس کی اصلاح کردی اور فرمایا کہ ؎

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا

اُن کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

آپ نے دیکھا اللہ والوں کی شاعری اور دنیادار کی شاعری میں کتنا فرق ہے۔

تو پہلا سبق اخلاصِ نیت کا ہے۔ یہ اتنی اہم چیز ہے کہ اگر یہ نہیں ہے تو آپ کی محنت رائیگاں جائے گی، آپ کو قیامت کے دن کچھ نہیں ملے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک قاری یا واعظ آئے گا، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کس کے لیے قرآت اور وعظ کہتے تھے؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ! آپ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں

گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تم نے مخلوق میں تعریف کے لیے قرأت و وعظ سیکھا تھا، لہٰذا اس کو لے جاکر جہنم میں ڈال دو۔ پھر ایک مال دار کو لایا جائے گا۔ اُس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اللہ کے راستے میں مال خرچ کیا تھا؟ وہ کہے گا کہ جی ہاں! میں نے اللہ کے راستے میں خوب خرچ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کس کے لیے خرچ کیا تھا؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ! آپ کے لیے خرچ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تم نے دنیا میں سخی مشہور ہونے کے لیے یہ سب کچھ خرچ کیا تھا۔ پھر ایک مجاہد کو بلایا جائے گا۔ اُس سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کے لیے شہید ہوئے تھے؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ! آپ کے لیے گردن کٹائی اور خون بہایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تمہاری یہ نیت تھی کہ جب تم میدان میں شہید ہوگے تو تمہارا نام ہو گا، جاؤ! یہ تمہیں دنیا میں مل چکا۔ دیکھا آپ نے اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے خون بھی رائیگاں گیا اور وعظ و قرأت بھی ضایع ہوئی اور صاحبِ سخاوت کا مال بھی گیا۔

اس لیے دوستو! اللہ کے لیے پڑھو، تمہاری تھوڑی سی محنت میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دے گا، جاہ و عزت اللہ دینے والا ہے، بڑی بڑی سند والوں کو دیکھا کہ انہیں کوئی نہیں پوچھتا اور بے سند والوں کی جوتیاں سند والے اُٹھا رہے ہیں۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب سند یافتہ عالم نہیں تھے لیکن مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی جنہوں نے ''مُصَنَّفُ عبد الرزاق'' پر عربی حاشیہ لکھا تھا، اُن کو دیکھا کہ حضرت سے دُعا کروانے کے لیے اعظم گڑھ آئے ہوئے ہیں۔ یہ سنی سنائی بات نہیں ہے، میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جو اتنی بڑی کتاب ''مُصَنَّفُ عبد الرزاق'' پر عربی میں حاشیہ لکھ دے وہ ایک غیر عالم سے دُعا لے رہے ہیں۔ مولانا علی میاں ندوی کا کیا علم ہے کہ عرب کے لوگ اُن کی تقریریں مانگ رہے ہیں، اُن کو بھی دیکھا کہ وہ بھی حضرت کے پاس دُعا لینے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور تقویٰ وہ نعمت ہے کہ جو اس میں بڑھ جائے گا تمام علماء بھی اُس کے خادم بن جائیں گے لہٰذا اللہ کے لیے پڑھنا پڑھانا رکھیے اور ہمارے لیے بھی دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اور مظہر میاں کو بھی اور سب کو اخلاصِ نیت عطا فرمادے۔ یا اللہ! یہ مدرسہ قبول فرما، مسجد قبول فرما اور خانقاہ کو بھی قبول فرما۔

قرآنِ پاک میں علماء کے بلند مقام کا تذکرہ

بیان کے شروع میں جو میں نے آیت تلاوت کی تھی کہ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا اس پر

مفسرین کی ایک بات نقل کرتا ہوں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو کسی چیز کی زیادتی کی دُعا کا حکم نہیں دیا سوائے علم کے، آپ پورے قرآن میں دیکھ لیں۔ تو علم کی زیادتی اتنی بڑی نعمت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ[۱۰] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مؤمنین کے لیے رفعِ درجات کا ذکر آیا ہے کہ اللہ نے ایمان والوں کے درجات بلند کر دیے لیکن اُن میں جو عالِم تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کا الگ تذکرہ فرمایا ہے، یہ تخصیص بعد التعمیم ہے یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ یہاں عام مؤمنین تو مراد ہیں ہی یعنی عالم بھی اور غیر عالم بھی لیکن عام مومنین کے رفعِ درجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ کو الگ بیان فرمایا۔ اسی لیے مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کے درجات اتنے زیادہ بلند کیے ہیں کہ پہلے مؤمنین کا تذکرہ فرمایا اور بعد میں تخصیص بعد التعمیم کے طور پر اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ علماء کے مقام کو بیان فرمایا۔

لیکن عالم اُسی کو کہتے ہیں جس میں خشیت ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ[۱۱]

عالم کی لازمی صفت اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ جس طرح برف کے لیے برودت لازم ہے اور آگ کے لیے حرارت لازم ہے اسی طرح علم کے لیے خوف و خشیت لازم ہے اور یہ خوف متقین کی صحبت سے ملتا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند کا چپڑاسی بھی ولی اللہ تھا اور آج علماء کی کیا حالت ہے، آج بزرگوں سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے مولوی بے عزت اور ذلیل ہو رہا ہے۔

اصلاحِ نفس کی اہمیت

اس لیے دوستو! اپنے اصلاحِ نفس کے لیے کسی کو مربّی یا مشیر ضرور بناؤ، بیعت کو اتنی اہمیت مت دو، مربّی بناؤ، مصلح بناؤ یا مشیر بناؤ، اُن سے پوچھتے رہو اور مشورہ لیتے رہو پھر

---

[۱۰] المجادلۃ:۱۱

[۱۱] فاطر:۲۸

جب دل چاہے تو بیعت کی سنتِ غیر مؤکدہ بھی ادا کرلو۔ آج کل لوگوں میں اس بات کا اتنا ڈر سمایا ہوا ہے کہ اگر میں نے پیر صاحب سے دو چار مرتبہ مشورہ لے لیا تو پیر صاحب ہمیں خود بخود مرید بنانے والی مشین میں ڈال دیں گے۔ تو ایسے جاہل پیر سے مشورہ ہی کیوں لیتے ہو؟ جب آپ کسی ڈاکٹر سے علاج کرواتے ہیں تو کیا اُس کو یہ کہتے ہیں کہ پہلے مرید کرو پھر دوا دو؟ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیعت ہونا اگرچہ فرض نہیں ہے لیکن برکت کی چیز ہے کیوں کہ شیخ اُس کو اپنا خاص سمجھتا ہے اور وہ بھی اُسے اپنا بابا سمجھتا ہے، پھر یہ تعلق قوی ہوجاتا ہے لیکن محض برکت پر اتنا زیادہ زور مت دو کہ بالکل حرکت ہی نہ ہو۔

دنیا کا مزہ بھی اللہ کی محبت پر موقوف ہے

تو علم کو عمل کی نیت سے پڑھو اور اخلاص سے پڑھو اور سب سے بڑی چیز اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھو۔ میں اپنے شیخ کی بات بتاتا ہوں، حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جب بھی اللہ کا نام لیتے تھے تو آنکھ میں آنسو آجاتے تھے، اُن کو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت تھی۔ واقعی ان عاشقوں کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ دین کتنا میٹھا ہے۔ آج آدمی دین کو مصیبت سمجھتا ہے، میں تو کہتا ہوں کہ اگر آدمی دنیا میں اللہ والا نہیں بنا تو دنیا میں آنے کا مزہ ہی نہیں پایا، یہ کیا کہ کھایا ہگا اور چل دیا یعنی اپنے پیٹ کو امپورٹ ایکسپورٹ کا آفس بنا کر ایک دن اس دنیا سے چل دیا۔

دنیا کی فانی نعمتوں کی مثال

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کیڑا انگور کے درخت پر چڑھا اور ہرے پتے پر ہی چپک کر زندگی گزار کر مرگیا، اُس نے انگور چکھا تک نہیں، وہ سمجھا کہ شاید یہی انگور ہے۔ اسی طرح ہم لوگ دنیا کی نعمتوں میں پھنس کر نعمت دینے والے کی معرفت کے انگور کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیاداروں کا بھی یہی حال ہے کہ کھا رہے ہیں، پی رہے ہیں، سو رہے ہیں، جاگ رہے ہیں لیکن کاش! یہ لوگ آگے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت کے انگور کھائیں تو ہرا پتا بھول جائیں گے۔ اگر وہ کیڑا انگور پالیتا اور اُس کو چوس لیتا تو کہتا کہ ہائے! میں نے ہرے پتے پر زندگی ضایع کردی۔ ہم

لوگ بھی ہرے پتے ہی کو انگور سمجھے ہوئے ہیں یعنی ٹیڈیوں، ریڈیو، ویڈیو اور عشقِ مجازی کی چکربازیاں یہ سب فانی ہیں اور ہمارے دل کو پریشان کرنے والی ہیں۔ بتایئے! پریشانی میں پَری موجود ہے یا نہیں؟ جہاں پَری آتی ہے وہیں شانی بھی آتی ہے۔

گناہ اور تحصیلِ علم جمع نہیں ہوسکتے

تو میں عرض کررہا تھا کہ علماء اور طالبِ علموں کو خاص طور پر اپنے دل کو یکسو رکھنا چاہیے ورنہ ایسے دل میں علم نہیں آسکتا، جس کی نظر خراب ہو اور دل اِدھر اُدھر ہو تو بتاؤ کہ اُس کے دل میں کیا آئے گا؟ کیا اُس کے دل میں علم آئے گا؟ علم کے لیے تو یکسوئی و سکون چاہیے۔ اس لیے حفظ و ناظرہ والے اساتذہ کو بھی بلایا گیا ہے کہ اپنے بچوں کو سنت کی زندگی اور اخلاصِ نیت سکھاؤ۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم میں برکت دو وجہ سے ہوتی ہے ایک تو اساتذہ کا ادب اور دوسرا تقویٰ۔ اگر انسان میں گناہ کرنے کی عادت ہے تو اُس کے علم میں برکت نہیں ہوگی لہٰذا استادوں کا ادب کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔

ہڑتال اور اسٹرائک غیر شرعی عمل ہے

دوسرے یہ کہ اسٹرائک غیر شرعی چیز ہے، یہ کافروں کی چیز ہے، اگر کوئی مُلّا اسٹرائک کرتا ہے تو اُسے کہو کہ کیوں کافروں جیسا کام کررہے ہو؟ کیوں کہ اسٹرائک کافروں نے ایجاد کی ہے، طالبِ علموں میں یہ چیزیں کہاں سے آگئیں؟ اساتذہ کہہ رہے ہیں کہ امتحان دو اور یہ لوگ اسٹرائک کرکے کہہ رہے ہیں کہ ہم امتحان نہیں دیں گے، ایسے لوگوں کی معافی بھی قبول نہیں کرنی چاہیے۔ آیندہ کے لیے یاد رکھو کہ ایسے لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرو بلکہ فوراً مدرسے سے نکال دو۔ یہ کام میرے شیخ نے کیا تھا۔ میرے شیخ کے مدرسے میں کچھ نالائقوں نے ایسا کیا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ میرا عبدالجبار لاؤ، عبدالجبار حضرت کی لاٹھی کا نام تھا، میں ان کی لاش گراؤں گا پھر بھیجوں گا تاکہ معلوم ہو کہ یہ عبدالغنی کا مدرسہ ہے۔

ادب کے ثمرات

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ کے اس مدرسہ کا نام بیت العلوم رکھا

تھا، یہ ایک گم نام مدرسہ ہے، اُس مدرسہ کا کوئی نام بھی نہیں جانتا لیکن آج حضرت کی دعاؤں کی برکت سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ آپ کی سند کہاں ہے؟ میں یہی کہتا ہوں یَاسَنَدَ مَن لَّا سَنَدَ لَهٗ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں پوچھا تھا کہ آپ کے پاس کس ادارے کی سند ہے؟ نہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور نہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی صاحب سے سند کے بارے میں پوچھا تھا، کیوں کہ وہاں تو اخلاق کی اصلاح کرانی تھی لیکن اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ علمائے بنگلہ دیش کہتے ہیں کہ جب آپ کی تقریر ہوتی ہے تو ہم اپنا علم بھول جاتے ہیں۔ محدِّث لال باغ مولانا عبدالمجید صاحب کہتے ہیں کہ جب میں آپ کا بیان سنتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے سامنے بالکل جاہل ہوں۔ یہ ان کی شرافتِ طبع ہے۔ یہ ہے اپنے کو مٹانا۔

جس شخص نے اپنے استادوں کی خوب خدمت کی اللہ تعالیٰ نے اُس سے علم کا کام لیا۔ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک عالم اپنے گاؤں گیا اور اپنے شاگردوں کو بلایا۔ ایک شاگرد آگیا دوسرا شاگرد نہیں آیا کیوں کہ وہ ہل جوت رہا تھا، استاد کو جب علم ہوا کہ دوسرا شاگرد ہل جوتنے کی مصروفیت کی وجہ سے نہیں آیا تو اُن کو غم ہوا اور پہلا شاگرد جو استاد کے بلانے پر سارے کام چھوڑ کر فوراً بھاگ کر آگیا اُس سے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔ تو جس نے اپنے مشائخ اور اساتذہ کا ادب کیا اللہ تعالیٰ نے اُس سے کام لیا اور جس نے بدتمیزی اور استغنا کیا اُس سے علم کی برکت چھین لی گئی۔

تو اپنے بڑوں کا ادب کرو اور ان کے آگے کبھی اکڑو مت، یہ مت کہو کہ میری روزی تو اللہ دیتا ہے مجھے ان کا ادب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ورنہ تو ابّا سے بھی ایسا کہو گے کہ مجھے تو اللہ نے کھلایا ہے آپ نے تھوڑی کھلایا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مہتمم کہاں سے کھلاتا ہے؟ یہ تو چندہ لے کر کھلاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابّا سے بھی ایسا کہہ دو کہ آپ نے ہمیں کہاں سے کھلایا ہے؟ یہ تو اللہ نے روزی دی ہے۔ اگر تم نے اپنے باپ کا کھایا تو مہتمم کا بھی کھایا کیوں کہ مہتمم کو خدا ہی دیتا ہے اور ابّا کو بھی خدا ہی دیتا ہے۔ لہٰذا اس منطق سے تو باپ کا بھی شکریہ ختم ہو گیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ واسطۂ نعمت کا بھی شکر ادا کرو:

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ[۱۲]

بتایئے! حدیث میں لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کا جملہ ہے یا نہیں؟ اگر تم کو کوئی رومال بھی پیش کرے تو اسے جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا کہیے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے بڑوں کا ادب کیا اللہ تعالیٰ اُس کی عمر میں برکت دیں گے اور اُس کے لیے ایسے جوان پیدا ہوں گے جو اس کا ادب کریں گے۔ اس حدیث کے راوی بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جس میں ادب نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ انسان ہی نہیں ہے۔ اس لیے اپنے باپ کا ادب کرو، ماں کا ادب کرو، استادوں کا ادب کرو، یہاں تک کہ تم سے عمر میں جو بھی بڑا ہو، جو بھی سفید داڑھی والا ہو، چاہے وہ تمہارا استاد بھی نہ ہو تو بھی اپنے تمام بڑوں کا ادب کرو، ان شاء اللہ! تمہارے چھوٹے تمہارا ادب کریں گے۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی گردن میں رَسّی ڈال کر ایک درخت تک کھینچا۔ اس کے بعد ایک دن اُس کا بیٹا بھی اس کو وہیں تک کھینچ کر لے گیا جہاں تک اس نے اپنے باپ کو کھینچا تھا۔ تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا! اس درخت سے آگے مت کھینچنا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے۔ بیٹے نے کہا کہ یہاں تک جو میں نے کھینچا ہے تو کیا میں ظالم نہیں ہوا؟ باپ نے کہا کہ میں نے تیرے دادا کو یہاں تک کھینچا تھا۔

اس لیے کہتا ہوں کہ اللہ کے لیے اپنے بڑوں کا ادب کرو اور اس نیت سے بھی ادب نہ کرو کہ جب ہم بڈھے ہو جائیں گے تو لوگ ہمارا ادب کریں گے، سب کام اللہ کے لیے کرو، اللہ کے لیے پڑھاؤ، اللہ کے لیے بڑوں کا اکرام کرو اور اللہ کے لیے اپنی نظر کو بچاؤ کیوں کہ خدا سڑکوں پر بھی تم کو دیکھتا ہے، لہٰذا اللہ کے لیے نظر بچاؤ اور اللہ کے لیے تنہائی میں بھی خدا کو ناراض مت کرو کیوں کہ اللہ تنہائی میں بھی تمہارے ساتھ ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ[۱۳]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم دس کوٹھڑیوں کے اندر بھی چھپ کر کوئی کام کرو تو ہم وہاں بھی تمہارے ساتھ ہیں لہٰذا سب نیک کام اللہ ہی کے لیے کرو۔ ہاں! اگر کبھی لغزش ہو جائے تو

۱۲ جامع الترمذی: ۱۶/۲، باب ما جاء فی الشکر لمن احسن الیك، ایچ ایم سعید

۱۳ الحدید: ۴

مایوس بھی نہ ہو جاؤ، فوراً دو رکعت نمازِ توبہ پڑھو اور اللہ سے روؤ اور آیندہ کے لیے گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کر لو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نظر خراب ہونے پر چار رکعات صلوٰۃِ توبہ کے نفل پڑھو اور کچھ روپیہ خیرات کرو پھر شیطان پیچھا چھوڑ دے گا۔ شیطان کہے گا کہ اس سے بدنگاہی ہوئی، اس نے اللہ سے توبہ کرلی، توبہ سے تو خطا کی معافی ہو گئی لیکن پھر اس نے اپنے نامۂ اعمال میں چار رکعات نفل بھی بڑھوا لیے اور خیرات کا ثواب بھی حاصل کر لیا تو جب وہ اپنا بزنس فیل دیکھے گا تو خود ہی پیچھا چھوڑ دے گا لہٰذا اپنی جوانی کو اللہ پر فدا کرو۔

طلبہ کو سر پر بال نہ رکھنے کی تلقین

اب ایک اعلان سن لیجیے کہ یہاں پر جتنے لوگ موجود ہیں سب کے سب سر منڈوا دیں۔ البتہ جو اساتذہ اور طلبہ شادی شدہ ہیں اُن کی معافی ہے۔ تو فاسقین کی وضع سے بچو اور صالحین کی وضع میں رہو۔ آج کل جتنے ہِپّی ہیں اُن کے بال گردن تک ہیں، تو اگر میری خانقاہ میں رہنا ہے تو سب کے سب سر منڈوا دیں، یہ ایسا حکم ہے کہ اس کے لیے تین دن کا موقع دے رہا ہوں، اگر میں نے تین دن کے بعد کسی کے سر پر بال دیکھے اور سر منڈا ہوا نہیں دیکھا تو اُس کا اِخراج کر دیا جائے گا، اگر سر منڈوانے میں چپت کھانے کا خطرہ ہے تو مشین لگوا دیں لیکن محلقین کا درجہ زیادہ ہے، پہلے **مُحَلِّقِیْنَ** ہیں بعد میں **مُقَصِّرِیْنَ** ہیں، یہ ہمارے بزرگوں کی بات ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں تمام طلبہ کے سر منڈوا دیے جاتے تھے اور جن اساتذہ کی شادی نہیں ہوئی اُنہیں بال رکھ کر کسی کو دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟ سر منڈوانے سے آدھا نفس مر جاتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مور اپنے پَر نوچ نوچ کر پھینک رہا تھا، کسی نے کہا کہ اس طرح تو تُو حسین نہیں رہے گا، تیرا سارا حسن ان ہی پروں کی وجہ سے ہے، اُس نے کہا کہ ان پروں پر لعنت بھیجو، سارے شکاری ان پروں ہی کی وجہ سے جنگل میں بندوق لے کر بیٹھے رہتے ہیں، جب میں پر نوچ دوں گا اور کھوسٹ ہو جاؤں گا، شکل بگڑ جائے گی تو آرام سے سوؤں گا پھر کوئی میرا پیچھا نہیں کرے گا لہٰذا سر منڈوا کر ٹیڈیوں سے بے فکر ہو جاؤ، ٹیڈی بھی دیکھ کر کہے گی کہ ہزار سال پرانا مُلّا قبرستان سے نکل کر آرہا ہے۔ تو سر منڈوا دیجیے ان شاء اللہ

اس کا فائدہ آپ لوگ دیکھیں گے، بس صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کی بیویاں ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ اپنی مونچھوں کو کٹاؤ کیوں کہ بنی اسرائیل نے بڑی بڑی مونچھیں رکھی تھیں جس کی وجہ سے اُن کی بیویاں زِنا میں مبتلا ہو گئیں کیوں کہ بڑی مونچھوں کی وجہ سے ان کی شکل خراب ہوگئی اور ان کی بیویوں کو اُن سے نفرت ہوگئی لہٰذا بیوی والوں کو شریعت اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنے حسن وجمال کو قائم رکھیں لیکن جن استادوں کی شادیاں نہیں ہوئیں ان کو اور تمام غیر شادی شدہ طلبہ کو سر منڈوادینا چاہیے، طلبہ کو تو چھوٹے بالوں کی بھی اجازت مت دو، ان کا سر منڈواؤ اور سرسوں کے تیل کی مالش کرو اور پھر دیکھو تمہاری شکل نفس وشیطان سے کیسے محفوظ رہتی ہے، تمہیں کوئی پوچھے گا بھی نہیں، ان شاءاللہ۔ پھر تم صرف علم حاصل کرنے میں لگ جاؤ گے، پھر جب اللہ کہو گے تو ان کے نام کا مزہ آجائے گا، تلاوت میں مزہ آجائے گا۔ اسی حسن نے تو ساری دنیا میں فتنہ برپا کیا ہوا ہے۔

تو اپنی مونچھوں کو باریک رکھو، اپنے بزرگوں اور صالحین کو دیکھو، اوپر والے ہونٹ کے کنارے سے مونچھ تو بالکل بھی آگے نہیں بڑھنی چاہیے، یہ آخری لائن ہے، مونچھوں کا اس لائن سے آگے بڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ مونچھوں کے کٹانے میں مبالغہ کرو چناں چہ ہمارے اکابر کو دیکھو وہ مونچھوں کو بالکل برابر کردیتے ہیں، تو آپ مونچھیں بالکل برابر کرکے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیوں نہیں ہوتے؟ اور مونچھیں ٹھیک کرنے میں افضل یہ ہے کہ ان کو اُسترے سے نہیں بلکہ قینچی سے ٹھیک کرو۔

طلبہ کو بُری صحبت سے بچنے کی نصیحت

اور اے طالبِ علمو! بُرے لڑکوں کے ساتھ مت رہو، جو لڑکے ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں اُن کے ساتھ مت رہو۔ دیکھو! ایک چوہے نے ایک مینڈک سے دوستی کرلی، مینڈک نے کہا کہ میں پانی کا جانور ہوں اور تم خشکی کے جانور ہو، ہماری دوستی نہیں ہوسکتی تو چوہا رونے لگا اور کہا کہ میں تمہاری محبت میں پاگل ہورہا ہوں، میں تمہارے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔ غرض مینڈک کو خوب بے وقوف بناکر دوستی کرلی۔ ایک دفعہ چوہا دریا کے کنارے جاکر بہت رویا مگر مینڈک کو پانی کے اندر سنائی نہیں دیا۔ جب وہ ایک گھنٹے بعد پانی سے نکلا تو چوہے نے کہا کہ میں ایک گھنٹے سے رو رہا ہوں، دیکھو میرے آنسو نکل رہے ہیں، میں تمہارے بغیر پریشان رہتا ہوں، لہٰذا کوئی

ایسا نسخہ بتاؤ کہ میں اپنی پریشانی ظاہر کروں تو تم پانی سے باہر آجاؤ، مینڈک نے کہا کہ ہمیں تو ایسا نسخہ معلوم نہیں، چوہے نے کہا کہ مجھے معلوم ہے، میں مکار ہوں، میں بنیے کی دوکان سے ایک ڈوری چرا کر لاتا ہوں، ڈوری کا ایک سرا میرے پاؤں میں باندھ لو اور دوسرا سرا اپنے پاؤں میں باندھ لو، جب میں تمہارے عشق میں بے چین ہوں گا اور ملاقات کا دل چاہے گا تو میں ڈوری کو ہلاؤں گا تو پانی کے نیچے تمہاری ٹانگ بھی ہل جائے گی اور تم سمجھ جانا کہ چوہا مجھ کو بہت یاد کررہا ہے۔ اب چوہا بنیے کی دوکان سے ڈوری چرا کر لایا، اس کا ایک سرا اپنے پیر میں باندھا اور مینڈک سے کہا کہ دوسرا سرا اپنے پاؤں میں باندھ لو، پھر بے شک پانی کے نیچے رہو۔ ایک دن ایک بھوکی چیل نے دیکھا کہ دریا کے پاس لقمۂ ترینی چوہا موجود ہے، بس چیل نیچے آئی اور چوہے کو پکڑ کر لے گئی۔ جب چیل چوہے کو لے کر اُڑی تو ڈوری سے بندھا ہونے کی وجہ سے مینڈک صاحب بھی نیچے لٹکے ہوئے تھے بس پھر چیل نے چوہے کو بھی کھایا اور مینڈک کو بھی کھایا۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بچوں کو سکھاؤ کہ بُرے لڑکوں کے ساتھ دوستی مت کرو، ورنہ جب چیل انہیں اُٹھائے گی تو تم لوگ بھی ساتھ ہی لٹکے ہوئے ہوگے۔ لہٰذا جو لڑکے ٹیلی ویژن دیکھتے ہوں اور گناہوں میں مبتلا ہوں اُن کے ساتھ دوستی بھی مت کرو، جو نمازی اور نیک ہوں اُن کے ساتھ دوستی کرو۔

اب دعا کرو کہ اے اللہ! ہمیں تقویٰ اور استادوں کا ادب نصیب فرمائیے۔ یا اللہ! جو نالائق لوگ ہوں اُن کو اپنی رحمت سے ہمارے ادارے میں نہ آنے دیجیے۔ یا اللہ! جو غدّار اور بے وفا ہوں اُن کو بھی ہمارے ادارے میں کبھی نہ آنے دیجیے۔ یا اللہ! اپنی رحمت سے باوفا اور نیک اور لائق طالبِ علم عطا فرمائیے اور اس سال جو کتابیں شروع ہورہی ہیں اپنی رحمت سے اُن میں برکت ڈال دیجیے اور طالبِ علموں کے دماغ میں اس کو خوب سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائیے۔ یا اللہ! ان کا حافظہ قوی فرمادیجیے، تقویٰ اور ادب سے رہنے کی توفیق نصیب فرمادیجیے۔ ہم کو، اساتذہ کو، طلبہ کو اخلاصِ نیت عطا فرمائیے، ہمارے پڑھنے اور پڑھانے میں برکت ڈال دیجیے اور ہمارے مدرسے سے طلبہ کو بہترین عالم بنادیجیے، اللہ والا عالم بنادیجیے، ان کے علم میں برکت ڈال دیجیے، تھوڑے سے وقت میں ان کے علم میں ایسی برکت عطا فرمائیے کہ ان کو ذرا سا بھی احساسِ کمتری نہ ہو۔ یا اللہ! اساتذہ کو محنت سے پڑھانے کی اور طلبہ کو محنت سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیے اور ان تمام دعاؤں کو اپنی رحمت سے قبول فرمائیے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ایک اہلِ دل کی ایک مدرسہ کے مہتمم سے دردمندانہ گزارش

بخدمتِ اقدس حضرت مولانا...... مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ صحتِ کاملہ عاجلہ مستمرہ کے ساتھ آپ کی حیاتِ طیبہ میں خوب برکت عطا فرمائیں۔ حضرت! آپ جانتے ہی ہیں کہ عمومی طور پر باہر کا ماحول کتنا خطرناک ہے، پھر مدرسے کے پاس بڑے بڑے اسٹور کھلنے کی وجہ سے ماحول اور بھی گندا ہوگیا ہے جو طالبِ علمِ دین کے لیے بلاشبہ زہرِ قاتل ہے۔ مزید تباہی جگہ جگہ انٹرنیٹ کیفے کھلنے سے ہورہی ہے۔ جہاں بہت ہی معمولی قیمت میں انٹرنیٹ پر فحش فلمیں نہ صرف دیکھی جارہی ہیں بلکہ ان ننگی فلموں کو ایک کم قیمت اور بہت چھوٹے سے میموری کارڈ میں ریکارڈ کرکے جدید موبائل (جو بہت سستے مل جاتے ہیں) میں لگا کر بھی دیکھا جاسکتا ہے جس سے امتِ مسلمہ خصوصاً نوجوان اپنی جوانی برباد کرنے کے علاوہ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃُ ہورہے ہیں۔ بندہ ناکارہ کی معلومات میں مدرسہ ہٰذا میں بھی بعض طلبہ اس زہر کا شکار ہیں۔

اس ناکارہ کا بیٹا بھی مدرسہ ہٰذا میں متعلم ہے۔ بفضلِ خدا بہت ہی نیک طبیعت اور دیندار مزاج ہے۔ ہمیشہ بہت اچھے نمبروں سے پاس ہوتا آیا ہے۔ بندے نے بھی مدرسہ ہٰذا کا چناؤ اس کی علمی قابلیت کے بجائے رضائے الٰہی، اخلاصِ نیت، تربیت و تزکیۂ نفس کے اعلیٰ معیار کی وجہ سے کیا تھا۔ لیکن دو سال سے اپنے بیٹے میں ایمانی و اخلاقی تنزّلی دیکھ رہا ہوں۔ طاعات وعبادات میں بے شوقی بھی پیدا ہوگئی ہے۔

تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ کھانے اور نماز کے وقفے کے دوران طلبہ اِدھر اُدھر چلے جاتے ہیں اور بعض طلبہ کو اردگرد کی مارکیٹوں میں گھومتے دیکھا گیا ہے۔ لٰہذا بندے کو اپنے بیٹے کے موجودہ چلن سے اس بات کا سخت خطرہ ہوا کہ وہ اس وقفے کی آزادی سے مسموم نہ ہوگیا ہو اور انتہائی ضروری معلوم ہوا کہ آنجناب کی توجہ مندرجہ ذیل امور کی طرف دلا کر درخواست کرے کہ ان امور کے اہتمام کا فوری حکم جاری فرما کر امت پر احسانِ عظیم فرمائیں:

۱) طلبہ کو مدرسہ لگنے کے بعد سے چھٹی ہونے تک مدرسے سے ہرگز باہر نہ نکلنے دیا جائے (علاوہ بحالتِ مجبوری و بہ اطلاعِ سرپرست) البتہ کینٹین کا انتظام خوب اچھا ہو تا کہ طلبہ کا دل اندر ہی رہے۔ ان شاء اللہ یہ حفاظتِ دین ہی میں شمار ہوگا۔

۲) طلبہ کو ہرگز مدرسے میں موبائل رکھنے کی اجازت نہ ہو۔ البتہ جن طلبہ کی مجبوری ہو وہ بالکل سادہ موبائل یعنی جس میں میموری کارڈ اور کیمرے کی سہولت نہ ہو اپنے اپنے بیگ میں رکھیں یا مدرسے میں آتے وقت کسی ذمہ دار کے پاس جمع کرواکر مدرسے سے واپسی پر لے لیں۔ مؤدبانہ گزارش ہے کہ مدرسے کی کینٹین کا انتظام بہتر بنا کر اور کم از کم دو ٹیلیفون P.C.O کے طور پر اچھی حالت میں لگوا کر مندرجہ بالا امور کے نفاذ میں مدد حاصل کرنی چاہیے تا کہ طلبہ کا باہر جانے کا جواز ہی ختم ہو جائے۔ مزید یہ کہ یہ پابندیاں رسمی یا عارضی نہ ہوں۔

بندۂ عاجز انتہائی دکھ کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ اگر مستقل طور پر ان پابندیوں کا نفاذ جلد نہ ہوا تو بندہ اپنے بیٹے کو مدرسہ ہٰذا سے نکال لے گا، کیوں کہ بندے کی تمنا یہی ہے کہ بندہ خود بھی پہلے متقی ہو پھر عالم ہو۔ اگر عالم بننے میں تقویٰ کی ضمانت نہ ہو بلکہ سارے شعبہ ہائے زندگی کو چھوڑ کر صرف جوتی گانٹھنے میں تقویٰ کی ضمانت ملے تو بندہ اپنے بیٹے کو غیر متقی عالم بنانے کے بجائے جوتی گانٹھنے والا لیکن متقی بننے کو ترجیح دے گا۔

نوٹ: حضرت... صاحب دامت برکاتہم کی نگرانی میں کراٹے شروع ہونے کی خوشخبری ملی۔ بہت مبارک ہو کہ طلبہ کو ذہنی نشو و نما کے ساتھ جسمانی صحت اور ایک اچھی تفریح کا سامان ملا۔ براہِ کرم اسے ضرور جاری رکھیے۔

فقط والسلام

ایک دکھی و عاجز باپ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ "طلبہ و مدرسین سے خصوصی خطاب" جامعہ اشرف المدارس کراچی کے شعبہ کتب کے آغاز پر علماء اور طلباء سے خصوصی خطاب پر مشتمل ہے۔ حضرت اقدس نے تحصیل علم کی نیت کو اس عمل کی بنیاد قرار دے کر علم کی کثرت اور برکت کی وہ عجیب و غریب تشریح فرمائی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، حضرت نے اس موقع پر علم کی برکت حاصل کرنے کا طریقہ بھی بیان فرمایا اور علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل پیرا ہونے پر بھی زور دیا۔ اعمالِ صالحہ کی پابندی اور گناہوں سے بچ کر تقویٰ اختیار کرنے کو علم دین کا حاصل فرمایا اور اپنے اکابر کے حصول علم دین، علم پر عمل، علم اور علماء و مشائخ کا ادب کرنے کے مختلف واقعات سبق آموز انداز میں بیان فرمائے ہیں۔

حضرت اقدس نے مختلف علاقوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے طلباء کرام کو ایک نہایت اہم نصیحت یہ فرمائی کہ محبت الٰہیہ کی بنیاد زبان اور رنگ پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اعمال صالحہ پر ہے۔ علم، توکل، اخلاص، تقویٰ اور ادب کے مضامین پر مشتمل یہ وعظ صرف علماء اور طلباء ہی کے لیے نہیں ہر ایک کے لیے نہایت مفید ہے۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری